گول میز کانفرنس کا انعقاد

وائسرائے ہند نے موجودہ سیاسی حالت پر تنقید کرتے ہوئے جو اعلان شائع کیا ہے۔ اس سے نیز وزیر اعظم کے خط اور اس کے جواب سے ظاہر ہے کہ باوجود ملک میں سخت بدامنی کے رونما ہونے اور فضاء کے مکدر ہو جانے کے گورنمنٹ برطانیہ اہل ہند کے حقوق اور مطالبات پر غور کرنے کے لئے تیار ہے اور ملک کے نمائندوں سے مل کر اہل ملک کو مطمئن کرنے کی کوشش کرنا چاہتی ہے۔

دراصل اس وقت جو مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ اور جو بے امنی پھیل رہی ہے۔ اس کا دانشمندانہ علاج یہی ہے۔ کہ ایک طرف تو قانون کا احترام قائم رکھنے۔ لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کرنے۔ ابتری اور بربادی کو روکنے کے لئے طاقت استعمال کی جائے۔ اور دوسری طرف ملک میں جو بیداری اور خواہش آزادی پیدا ہو چکی ہے اسے فراخدلی کے ساتھ پورا کیا جائے۔ اور دوستانہ اور مصالحانہ طریق سے اپنے حقوق اور مطالبات کا فیصلہ کرنے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ کہ فریقین ایک جگہ جمع ہو کر۔ آمنے سامنے بیٹھ کر نیک نیتی کے ساتھ ایک نقطہ پر متحد ہونے کی کوشش کریں۔

اس لحاظ سے ہمارے نزدیک وہ گول میز کانفرنس جس کے انعقاد کا انتظام گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ اور جسے زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کے لئے وائسرائے ہند سرگرم عمل ہیں۔ ایک بہترین طریق ہے۔ جو اہل ہند کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

وائسرائے کی طرف سے پہلے بھی کئی بار یہ اظہار ہو چکا ہے۔ اور اب بھی انہوں نے صاف طور پر کہا ہے۔ کہ "اس وقت ہندوستان میں عام خواہش پائی جاتی ہے۔ کہ حقیقی سیاسی ترقی حاصل کی جائے"۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ برطانیہ کو اہل ہند کی اس عام خواہش کا احساس ہے۔ اور وہ جانتی ہے۔ کہ اب اس سے اغماض نہیں کیا جا سکتا۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ وہ اہل ہند کے مطالبات کے آگے جھکے۔ اور انہیں تسلیم کرے۔ اب یہ ہندوستان کے سیاسی راہنماؤں اور لیڈروں کا کام ہے۔ کہ بہتر سے بہتر صورت میں اور معقول سے معقول رنگ میں اپنے مطالبات پیش کریں۔ اور ایسی قابلیت سے پیش کریں۔ کہ ان کا رد کرنا ناممکن ہو جائے۔ اور اگر رد کئے جائیں۔ تو ساری دنیا کی ہمدردی ان کے ساتھ ہو۔

اقلیتوں کے حقوق

کانگریس اقلیتوں کے حقوق نظر انداز کرنے میں اتنی بڑی غلطی کی مرتکب ہو رہی ہے کہ جب تک اس کی تلافی نہ کرے گی۔ کامیابی کا مونہہ نہ دیکھ سکے گی۔

وائسرائے ہند نے گول میز کانفرنس کے زیر غور مسائل میں سب سے زیادہ اہم مسئلہ اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کو ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے:-

"ہندوستان کا ارتقاء حقیقی مسائل کے حل پر منحصر ہے۔ جن میں سب سے زیادہ اہم مسئلہ یہ ہے۔ کہ اقلیتوں کی آئندہ پوزیشن کیا ہو گی جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے۔ کہ کوئی ایسا تصفیہ اطمینان بخش خیال نہیں کیا جا سکتا۔ جو ان اہم اقلیتوں کے نزدیک مقبول نہ ہو۔ جنہیں آئندہ دستور کے ماتحت زندگی بسر کرنی ہے۔ اور جو ان میں حفاظت و سلامتی کا احساس پیدا کر دے"۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ جس طرح کانگریس اقلیتوں کو بھلا چکی ہے۔ اس طرح گورنمنٹ انہیں بھلانے کے لئے تیار نہیں۔ اور کوئی جمہوریت پسند قوم بھلا نہیں سکتی۔ کانگریس پر چونکہ اس قوم کے لوگوں کا قبضہ ہے۔ جو غیر تو الگ ہے۔ اپنوں کو بھی غلام بنا کر ان پر حکومت کرنے کے عادی رہے ہیں اس لئے وہ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ کہ ان کے سوا کسی اور قوم کے بھی حقوق ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے اقلیتوں کو نذر تغافل کئے ہوئے ہیں۔

طیب جی کی گرفتاری اور سزایابی

گاندھی جی نے اپنی گرفتاری کے بعد اپنی قائمقامی کے لئے ایک مسلمان سید عباس طیب جی کو منتخب کیا۔ اور کسی ایک بڑے بڑے ہندو لیڈروں کی نسبت انہیں اپنا بار گراں اٹھانے کا زیادہ اہل قرار دیا۔ اب چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ان کی بھی ایسی ہی عزت و توقیر کی جاتی جیسی خود گاندھی جی کی کی جاتی تھی۔ لیکن چونکہ وہ مسلمان تھے۔ اس لئے باوجود گاندھی جی کا قائم مقام اور ہندوستان کا ڈکٹیٹر قرار دینے کے انہیں کسی معمولی ہندو لیڈر جتنا درجہ بھی نہ دیا گیا۔ چنانچہ ان کی گرفتاری اور سزایابی پر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ نہ کوئی عام ہڑتال کی گئی۔ اور نہ جلسے کئے گئے۔ نہ رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔

جسٹس آغا حیدر کی جرأت

مقدمہ سازش لاہور کی سماعت جو ٹریبونل کر رہی ہے۔ وہ پنجاب ہائی کورٹ کے تین فاضل ججان جسٹس کولڈ سٹریم جسٹس ہلٹن اور جسٹس آغا حیدر پر مشتمل ہے۔ ۱۲ مئی جسٹس آغا حیدر نے اس کارروائی سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کیا۔ جو ٹریبونل کے صدر کے حکم

(عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)

احمدی مبلغین کے تبلیغی علاقے

کمیشن کی ایک سفارش پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء میں یہ فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ دو مہینے کے اندر اندر مبلغین کے حلقے مقرر کر دیئے جائیں۔ اور سوائے دو کے جو مرکز میں رکھے جائیں۔ باقی سب کے باہر ہیڈ کوارٹرز ہوں:۔

اس کی تعمیل میں نظارت دعوت و تبلیغ حسب ذیل اعلان شائع کر رہی ہے:۔ (ایڈیٹر)

نام حلقہ	علاقہ	نام مبلغ	کیفیت
قادیان دارالامان	ضلع گورداسپور اور امرتسر	مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور مولوی اللہ دتا صاحب	اس حلقہ میں سر دست فی الحال مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کام کریں گے۔ کیونکہ مولوی اللہ دتا صاحب کتاب عشرہ کاملہ کے جواب کے لکھنے میں مشغول ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ مولوی صاحب آخیر جون تک اس کام سے فارغ ہو جائیں گے:۔
لاہور	ضلع لاہور۔ سیالکوٹ۔ شیخوپورہ۔ گوجرانوالہ	مولوی غلام احمد صاحب مجاہد	مولوی صاحب ۱۵ مئی سے اپنے حلقہ میں کام شروع کر دیں گے۔ اور ایک پروگرام کے ماتحت علاقہ کا دورہ کریں گے۔ اس پروگرام میں مقامات کی ترتیب کو مدنظر رکھا جائے گا۔ لیکن کوئی تاریخ مقرر نہ کی جائے گی۔ ہر ایک مقام کی تاریخ سے مولوی صاحب براہ راست مقامی جماعت کو اطلاع دیں گے:۔
جالندھر	ضلع جالندھر۔ ہوشیارپور۔ فیروزپور۔ ریاست پٹیالہ۔ جنید۔ فریدکوٹ۔ کپورتھلہ	مولوی محمد ابراہیم صاحب	مولوی صاحب بشرح صدر اپنے علاقے کا دورہ کریں گے:۔
ملتان	ضلع ملتان۔ مظفرگڑھ۔ جھنگ۔ ڈیرہ غازیخاں۔ لائلپور۔ منٹگمری	مولوی عبدالغفور صاحب	مولوی صاحب اس علاقے کا مذکورہ بالا طریق پر دورہ کریں گے ہمارے انتظام کے مطابق ۱۶ مئی ۱۹۳۰ء سے کام شروع ہو جانا چاہیئے۔ آخیر اگست تک ضلع لائلپور۔ منٹگمری اور جھنگ کا دورہ ختم کر دیا جائے گا۔ پھر شروع ستمبر سے ۱۵۔ دسمبر ۱۹۳۰ء تک مولوی صاحب ملتان مظفرگڑھ۔ اور ڈیرہ غازیخاں کا دورہ کریں گے:۔
دہلی	دہلی۔ حصار۔ کرنال رہتک۔ گوڑگانواں	مولوی عبداللہ صاحب مالاباری	مولوی عبداللہ صاحب آج کل علاقہ مالابار میں ہیں انہیں تاکیدی خطوط قادیان آنے کے لئے لکھ دئے گئے ہیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ ۱۰۔ جون تک وہ اپنے حلقے کا چارج لے لینگے۔ اور باقاعدہ کام شروع کر دینگے۔ مولوی صاحب کے آنے تک مولوی محمد حسین صاحب کام کرینگے
بہار اڑیسہ	بہار اڑیسہ	مولوی علی محمد صاحب اجمیری	مولوی صاحب چونکہ اس وقت تصنیف کے کام میں مشغول ہیں۔ اس لئے انہیں فوراً روانہ نہیں کیا جا سکتا۔ اندازہ یہ ہے۔ کہ اخیر اگست تک آپ تصنیف کے کام سے فارغ ہو کر اپنے حلقہ کا چارج لیں گے۔ جماعت ہائے متعلقہ کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ ابھی سے مولوی صاحب کے ساتھ براہ راست خط و کتابت کر کے ایک ایسی سکیم تیار کر لیں جس سے تھوڑے سے تھوڑے وقت سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اور اس بات کی کوشش کی جائے۔ کہ ۱۵۔ دسمبر تک بہار و اڑیسہ کی تمام جماعتوں کا دورہ کم از کم ایک دفعہ ختم ہو جائے:۔
کشمیر	کشمیر۔ پونچھ	مولوی عبدالواحد صاحب کشمیری	مولوی صاحب کو قادیان سے یکم جون تک روانہ ہو جانا چاہیئے:۔
راولپنڈی	راولپنڈی۔ کیمل پور۔ میانوالی۔ شاہپور۔ گجرات۔ جہلم	ایک مبلغ جدید کلاس مبلغین پاس شدہ	یہ دو نئے مبلغ ہونگے۔ جن کی اسی سال منظوری دی گئی ہے۔ اخیر جون میں یہ دونوں تعلیم سے فارغ ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں کام شروع کر دیں گے۔ سر دست فی الحال نام نہیں دیئے جا سکتے:۔
صوبہ سرحدی	ایبٹ آباد۔ پشاور۔ کوہاٹ۔ بنوں	ایک مبلغ جدید کلاس مبلغین پاس شدہ	
یو۔ پی	یو۔ پی کے تمام اضلاع	مولوی ظہور حسین صاحب	مولوی صاحب اس وقت قدرے علیل ہیں۔ صحت یاب ہوتے پر انہیں برائے تبلیغ علاقہ یو۔ پی میں روانہ کر دیا جائے گا:۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

مقذوف سے مباہلہ یا قسم کا مطالبہ جائز نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مستریوں کے فتنہ کے متعلق ان لوگوں کو جو حدود کے متعلق الزام لگانے والے کو مطالبہ مباہلہ یا قسم لینے کا حق دیتے ہیں۔ مخاطب کر کے فرمایا تھا۔

"میں ہر ایک عالم کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ وہ کسی امام یا اہلبیت یا ان کے کسی شاگرد یا شاگرد کے کسی بڑے شاگرد یا مشہور فقیہ کا نام پیش کرے جس نے اس صورت مباہلہ کو جائز قرار دیا ہو۔ اور میں ہر نام جو پیش کیا جائے گا۔ اس پر سو روپیہ انعام دونگا" (الفضل ۱۶ اپریل)

قرآن و حدیث کی طرف سے تو علماء کو صاف جواب ہے۔ لے دے کے ان کا سہارا فقہ رہ جاتی ہے۔ لیکن فقہ بھی ان کی تائید نہیں کرتی۔ کسی کتاب میں کسی ایک امام نے بھی الزام زنا کی صورت میں مطالبہ مباہلہ جائز نہیں لکھا۔ بلکہ مطالبہ حلف بھی ہم جائز قرار نہیں دیا۔ چنانچہ علامہ عبدالرحمٰن بن القاسم

تلمیذ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں:-

قلت أرأيت لو ان رجلا قذف رجلاً فلما قدمه ليأخذ منه حد الفرية قال القاذف استحلفه لي انه ليس بزان قال لم اسمع من مالك فيه شيئا ولا يكون عليه اليمين وما سمعت احدا يقول يحلف في هذا ولكن يضرب القاذف الحد ولا يحلف المقذوف "

(مدونۃ الکبریٰ جلد ۴ صفحہ ۳۸۹)

میں نے امام ابن القاسم سے دریافت کیا۔ اگر کوئی شخص کسی پر زنا کا الزام لگائے۔ اور جب اُسے (قاذف کو) قاضی کے سامنے پیش کیا جائے۔ کہ وہ اُسے جھوٹ کی سزا دے۔ تو قاذف (زنا کا الزام لگانے والا بجائے چار گواہ پیش کرنے کے) قاضی سے کہے۔ اس سے قسم لیں۔ کہ یہ زانی نہیں تو آپ کی اس مسئلہ کے متعلق کیا رائے ہے۔

انہوں نے جواب دیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے تو میں نے اس بارے میں کچھ نہیں سُنا لیکن میرا مذہب یہ ہے۔ کہ مقذوف (جس پر زنا کا الزام لگایا گیا) سے قسم نہیں لی جائے گی اور میں نے کسی امام سے آج تک یہ نہیں سُنا کہ اس معاملہ میں مقذوف سے قسم لینا جائز ہے ہاں قاذف (الزام لگانے والے) کو حد بہر حال لگائی جائے گی۔ (کیونکہ اُس نے چار عینی گواہ پیش نہیں کئے)

مباہلہ کیوں نہیں کرتے

جس دن سے ان لوگوں کو جو مستریوں کے حامی بنکر مباہلہ کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اور اس کے لئے انہوں نے شور بے تمیزی برپا کر رکھا تھا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مباہلہ کی کھلی دعوت دی گئی ہے۔ اور نام بنام بذریعہ رجسٹری ان کے پاس یہ دعوت بھیجی گئی ہے۔ اُس دن سے وہ خاموش ہو گئے ہیں۔ اب نہ انہیں مباہلہ کے ذریعہ حق و باطل کے فیصلہ کا طریق یاد ہے۔ اور نہ ان میں سے کسی کو سامنے آنے کی جرأت ہی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مباہلہ کیلئے ان کا شور و شر محض فتنہ انگیزی تھی اور جس بنا پر مباہلہ کا مطالبہ کرتے تھے۔ وہ افترا پردازی۔

قاضی محمد علی صاحب کے مقدمہ کی کارروائی

(مکرم شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی رپورٹر الفضل کے قلم سے)

(۱۵ رمئی)

مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲ و ۳۰۷ سرکار بنام قاضی محمد علی خانصاحب آف نوشہرہ کلاں ملزم سرکار کی طرف سے رائے بہادر لالہ رلارام صاحب وکیل۔ اور ملزم کی طرف سے مرزا عبدالحق صاحب بی۔ اے وکیل اور مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر پیش ہوئے۔

کسی غلطی کی وجہ سے قاضی محمد علی صاحب کو پولیس جیل سے نہ لائی۔ عدالت نے یکے بعد دیگرے دو تار گورداسپور بھجوائے۔ اور آدمی خاص بھی بھیجا۔ تین بجے شام قاضی صاحب کو پولیس لیکر بٹالہ پہونچی وقت کی تنگی کی وجہ سے مقدمہ کی سماعت نہ ہو سکی۔ اور مقدمہ دوسرے دن پر ملتوی ہوا۔ مجسٹریٹ کی اجازت سے قاضی صاحب کو کچھ فروٹ عدالت کے روبرو کھلایا گیا۔

(۱۶ رمئی)

بیان گواہ مستری فضل کریم

فضل کریم ولد خواجہ قوم مغل عمر ۵۴ سال کام لوہار کرتا ہوں۔ ساکن حال امرتسر۔ جو کہونگا مابیان سے سچ کہونگا۔

میں پہلے احمدی تھا میرے بچے بھی تمام احمدی تھے۔ میں بارہ تیرہ سال تک احمدی رہا تھا۔ میں قادیان میں سولہ برس تک رہا ہوں۔ مجھے تاریخ یاد نہیں۔ قریباً ڈیڑھ یا سوا ماہ سے قادیان چھوڑ دی ہے تین سال ہوئے۔ کہ میں نے احمدیت چھوڑ دی اور غیر احمدی ہو گیا۔ جب ہم خلیفہ صاحب سے علیحدہ ہوئے۔ تو ہمارے تعلقات خلیفہ صاحب سے کشیدہ ہو گئے۔ پھر ہم نے اخبار نکالا۔ اخبار میرے لڑکے نے نکالا۔ ڈیڑھ سال یا پونے دو سال ہوئے ہیں۔ اخبار کا نام مباہلہ ہے۔ مباہلہ کے معنے یہ ہیں۔ کہ خدا سے دعا کرنا۔ کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہم ہلاک ہو جائیں۔ اور اگر وہ جھوٹے ہیں۔ تو ان کو عذاب آئے۔ یہ مرزا صاحب کا فتویٰ ہے۔ .. .. اخبار کا مقصد یہ تھا۔ کہ مرزا صاحب کے خلاف جو الزام ہیں۔ اور جو شکوک ہیں ان کی اشاعت ہو۔ اور ان کو مباہلہ کے لئے بلانا مقصود تھا۔ اخبار میں مرزا صاحب کے خلاف مضامین چھپتے رہے۔ جب مباہلہ میں ایسے مضامین شایع ہوئے۔ تو ان کا اثر یہ ہوا۔ کہ وہ ہم کو نقصان پہونچانیکے درپے ہو گئے۔ اور وقتاً فوقتاً جو جو تشدد ہم پر ہوتا رہا۔ اس کی رپورٹ تھانہ میں دیتے رہے ہیں۔ کہ ہمیں خطرہ جان ہے۔ اور حفظ امن کا خطرہ ہے۔ ہمیں خطرہ جان خلیفہ سے اور ان کے مریدوں سے تھا۔ ہمارے قادیان چھوڑنے کی یہ وجہ ہوئی۔ کہ ہمیں ایک عورت کے ذریعہ سے معلوم ہوا۔ رات کے ۹ بجے یا سوا ۹ بجے تھے۔ سوا مہینہ ہوا یا ڈیڑھ مہینہ ہوا اطلاع ملی۔ کہ تم فوراً چلے جاؤ۔ تمہارے قتل کا پورا انتظام ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے جمعہ کے روز ایڈیٹر مباہلہ کو خلیفہ صاحب کے مریدوں نے زدوکوب کیا تھا۔ یہ حملہ سات آدمیوں کی طرف سے ہوا تھا حملہ مسجد میں کیا گیا تھا۔ ان سات آدمیوں کا چالان ہو گیا تھا ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔ مقدمہ دیوان سکھانند صاحب کی عدالت میں ہے جس روز ایڈیٹر مباہلہ کو زدوکوب کیا گیا۔ میں عبدالرحمن کی خبرگیری کو تھانہ جارہا تھا۔ کہ راستہ میں مجھ پر بھی حملہ کیا گیا۔ اسی رات یا اسی رات سے دو تین دن بعد مجھے ٹھیک یاد نہیں۔ کہ کتنے دن بعد رات کے ۹ بجے ایک عورت آئی۔ اور اس نے اطلاع دی۔ کہ تم جس حال میں ہو۔ اپنی جانیں لیکر نکل جاؤ۔ کسی مال اسباب کی پرواہ نہ کرو۔ کیونکہ تم کو آج رات قتل کر دیا جائیگا۔ اسی وجہ سے ہم سب نے مکان چھوڑ دیا۔ اور سکھوں کے بورڈنگ میں جا کر پناہ لی۔

اسی رات تھانہ میں میرے بیٹے عبدالکریم نے وقوعہ کی رپورٹ کر دی تھی۔ دوسری صبح ہم لوگ انسپکٹر صاحب کے ساتھ گورداسپور چلے گئے۔ انسپکٹر صالح محمد تھے۔ گورداسپور میں میرے لڑکے اور شیخ صالح محمد صاحب پیش ہوئے تھے۔ اس کے بعد ہم قادیان نہیں گئے۔ امرتسر چلے گئے۔ اور وہیں رہائش اختیار کر لی اخبار مباہلہ امرتسر چلے جانے کی وجہ سے بند ہو گیا۔ ہمارے اخبار مباہلہ کے خلاف بھی سرکار نے مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ جس میں میں۔ اور میرے دو لڑکے اور عبدالرحمن ایڈیٹر مباہلہ ملزم ہیں۔ یہ مقدمہ بلوہ عبدالرحمن ایڈیٹر مباہلہ کے بعد دائر کیا گیا تھا۔ دفعہ مجھے معلوم نہیں۔ کہ ہم پر کیا لگائی گئی تھی۔ الزام ہمارے خلاف اشتعال انگیز مضمون نویسی تھا۔ ۲۹۲ و ۵۳ العدالت دیوان سکھانند صاحب مجسٹریٹ گورداسپور دائر ہے۔ تاریخ مجھے یاد نہیں بارہ ۱۴ روز ہوئے ہونگے۔ ہم پیشی کے لئے گئے تھے ماہ گذشتہ کا واقعہ ہے شاید صحیح یاد نہیں۔ مہینے کا اخیر تھا ہم چاروں ملزم عدالت میں حاضر ہوئے تھے۔ عدالت سے ۶ بجے کے قریب فارغ ہوئے تھے عبدالرحمن اور محمد زاہد ریل کے رستہ سے واپس امرتسر چلے گئے تھے۔ ہماری روانگی سے پہلے روانہ ہو گئے تھے۔ میں اور عبدالکریم شہر گورداسپور میں آئے۔ عصر کی نماز پڑھی اور موٹر کے اڈے میں پہونچے۔ اڈہ سے ایک لاری لی۔ لاری کے تین خانے تھے۔ میں دوسرے خانہ میں بیٹھا تھا اس خانہ میں دو بینچ ایک دوسرے کے مقابل میں تھے میں ڈرائیور کے پچھلی بینچ پر بیٹھا تھا۔ میں بائیں طرف بیٹھا تھا۔ میرے ساتھ ایک لڑکا تھا جس کا نام مجھے معلوم نہیں۔ لڑکے سے آگے کلینر تھا۔ میرے سامنے کے بنچ پر میرا لڑکا مولوی عبدالکریم بیٹھا تھا۔ اور اس کے ساتھ مولوی عبداللہ بٹالوی بیٹھا تھا۔ اور ان کے ساتھ قاتل بیٹھا تھا۔ ملزم کو میں نے اس دن کمرہ وکلا کے باہر مولوی فضل دین وکیل موجودہ عدالت کے پاس کھڑے دیکھا تھا (نزدیک) ہم لاری میں بیٹھ گئے اور ملزم بھی اسی لاری میں گورداسپور سے سوار ہو گیا۔

ملزم نے محمد شریف سے پوچھا تھا۔ کہ لاری کہاں جائیگی۔ انہوں نے بتایا تھا۔ کہ بٹالہ جائیگی ملزم نے کہا۔ کہ میں نے امرتسر جانا ہے۔ وہ بھی لاری میں سوار ہو گیا۔ محمد شریف نے ملزم سے کہا تھا۔ کہ ریل کے رستہ امرتسر جانے میں آرام ہوگا مگر وہ اسی لاری میں بیٹھ گیا۔ محمد شریف بٹالہ کا رہنے والا ہے۔ محمد شریف لاری میں [illegible]

کے ساتھ پچھلے خانہ میں بیٹھا تھا۔ پھر کہا تیسرے خانہ میں عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھا تھا ڈرائیور سکھ تھا۔ اس کے ساتھ مولوی نور محمد صاحب ساکن بٹالہ کا بھائی بیٹھا تھا۔ اس کا نام مجھے آتا نہیں۔ پھر کہا کہ بھول گیا ہے۔ اس کے ساتھ مقتول محمد حسین لوہار مالک کارخانہ ٹوکا بٹالہ بیٹھا تھا مستری محمد حسین سے ہمارے تجارتی تعلقات تھے۔ قادیان سے چلتے آنے کے بعد مستری محمد حسین نے ہم سے محبت کی ہم انکے پاس ٹھیرے تھے۔ ہماری لاری گورداسپور سے سورج غروب کے وقت روانہ ہوئی تھی۔

ملزم کے ساتھ کوئی بات چیت نہ ہوئی تھی۔ ملزم کے ہاتھ میں اخبار الفضل اور جواب مباہلہ تھا۔ جو وہ پڑھتا تھا۔ محمد شریف کے استفسار پر اس نے کہا تھا کہ وہ احمدی ہے۔ اخبار الفضل احمدیہ جماعت کا ہے۔ جواب مباہلہ بھی احمدیوں کا اخبار ہے۔ یہ اخبارات قادیان میں چھپتی ہیں۔ جواب مباہلہ ہمارے اخبار مباہلہ کے بعد چھپنا شروع ہوا ہے۔ ہماری لاری قادیان ریلوائن کے پھاٹک سے گذری تھی۔ جو کہ ریلوے سٹیشن کے قریب ہے۔ ملزم نے اپنی جگہ سے اٹھکر عبدالکریم کے پیٹ کے نچلے حصہ پر چھرے کی ایک ضرب لگائی۔ پیٹ کے بائیں جانب اس وقت عبدالکریم بیٹھا ہوا تھا جب دوسرا وار کرنے لگا۔ تو میں نے ملزم کا داہنا ہاتھ پکڑ لیا جس ہاتھ میں چھرا پکڑا ہوا تھا۔ اور محمد شریف نے ملزم کے کوٹ کا پچھلا حصہ کالر سے پکڑ لیا۔ مولوی عبداللہ نے بھی پکڑنے کی کوشش کی۔ پھر کہا۔ کمر سے پکڑ لیا۔ پھر کہا میں نے انکو پکڑنے کی کوشش کرتے دیکھا تھا۔ پھر کہا۔ کمر سے اور لاتوں سے پکڑ لیا تھا۔ لاری کھڑی تھی۔

ملزم نے میرے بائیں ہاتھ پر دانت کاٹا۔ بائیں ہاتھ پر نشان زخم عدالت کو دکھاتا ہوں۔ ملزم مجھے جھٹکا دیکر نکل گیا۔ لاری سے باہر نکل گیا۔

جس طرف میں اور عبدالکریم بیٹھے ہوئے تھے۔ اس طرف لاری کا دروازہ نہیں تھا۔ ملزم کا کوٹ پھٹ گیا تھا۔ جو وہ ساتھ ہی لے گیا تھا۔ ملزم کے دوسرے حملہ پر میرے شور کرنیکے باعث لاری والے نے لاری روکنا شروع کر دی تھی۔ اور جب ملزم نے مجھے دانتوں سے کاٹا لاری کھڑی تھی۔ میں بھی ملزم کے پیچھے اترا۔ ملزم لاری کے آگے سے ہوکر لاری کے دائیں طرف گیا۔ لاری پھاٹک سے پچاس گز آگے آئی ہوگی۔ میں بھاگا۔ اور قریب جاکر دیکھا۔ کہ ملزم چھرے سے وار کر رہا تھا جس پر وار کر رہا تھا

اسکو میں نے عبدالکریم سمجھا تھا۔ یہ وقوعہ لاری کے پیچھے قریباً دو گز کے فاصلہ پر ہو رہا تھا۔ لاری کے دوسرے مسافر بھی میرے شور کرنے پر ایک ایک کرکے لاری سے اترآئے۔ مقتول میرے دیکھنے سے پہلے زمین پر لیٹا پڑا تھا۔ اور ملزم دو زانو ہوکر چھرے سے مار رہا تھا۔ اور مقتول میرے جانے سے پہلے مرچکا تھا ختم ہو چکا تھا۔ میں نے ملزم کو بازو سے پکڑا اور کہا۔ ظالم تو میرے بچے کو کیوں مارتا ہے ملزم نے جواب دیا کہ میں اپنے خلیفہ کا حکم بجالا رہا ہوں۔ پھر ایک شخص نے ملزم کے پاؤں پکڑ کر سیدھا کر دیا۔ اور پگڑی کسی کی لیکر باندھ دیا ملزم کو پاؤں سے پکڑنے والا مولوی نور محمد کا بھائی تھا۔ پھر کہا۔ گھٹنوں سے پکڑ سیدھا کیا تھا۔ پھر کہا ٹخنوں سے پکڑ کر سیدھا کیا۔ سٹور سے پانچ چھ آدمی آگئے ملزم کو بازوؤں سے پکڑا۔ ملزم اس وقت ہل نہ سکتا تھا۔ کیونکہ ملزم مقتول کے اوپر پڑا تھا چھری کا دستہ ملزم کے ہاتھ میں تھا۔ اور سرا اس کا مقتول کی چھاتی میں چبھا ہوا تھا چھرا کسی آدمی نے ملزم سے چھینا تھا۔ جو کہ لاری والوں میں سے نہ تھا۔ جسے میں نہیں پہچانتا تھا جس نے چھرا ملزم کے ہاتھ سے چھینا اسی نے مقتول کی چھاتی سے نکالا تھا جس شخص نے چھرا نکالا تھا۔ اسی نے اپنے قبضہ میں رکھا تھا۔ ملزم کو دو پگڑیوں سے جکڑ لیا گیا تھا جب ملزم کو جکڑ چکے تھے۔ تب لاری تھانہ کو چلی گئی۔ اور قریباً پانچ چھ منٹ میں واپس اسی جگہ آگئی تھی۔ لاری میں تھانہ دار صاحب تھانہ صدر بٹالہ آئے۔ جن کا نام میں نہیں جانتا۔ آئے تھے۔ تھانہ دار صاحب نے آتے ہی ملزم کو ہتھکڑی لگائی۔ پگڑیاں کھولدیں۔ اپنے قبضہ میں کرلیں چھرا بھی قبضے میں کر لیا۔ قاتل کے کپڑے اتار لئے۔ میرے کپڑے بھی لے لئے۔ خون لگا ہوا تھا۔ اخبار اور کاغذات ملزم کے کوٹ کی جیب میں سے نکلے تھے۔ اخبار الفضل تھا۔ اور جواب مباہلہ تھا۔ چھرے کا خول شاید واسکٹ یا کوٹ کی جیب سے ملا تھا۔ وہ بھی قبضہ میں کر لیا۔ ملزم کے جیب سے کچھ نوٹ اور روپیہ پنسل اور پاکٹ بک بھی نکلے تھے۔ لاری میں سے کوئی چیز اپنے قبضہ میں نہیں لی تھی۔ اور کوئی چیز مجھے یاد نہیں۔ عبدالکریم کا کلاہ بھی قریب سے ملا تھا۔ میں اسی خیال میں تھا کہ عبدالکریم قتل ہوا۔ اور مقتول کی شکل بھی زخموں سے بدل گئی تھی۔ مگر تھانہ دار کے آنے پر مجھے معلوم ہوا کہ محمد حسین در اصل مقتول ہوا ہے۔ کیونکہ تھانہ دار

نے بتایا۔ کہ عبدالکریم تھانہ میں لاری سے نکلا تھا۔ میں نے اچھی طرح سے دیکھا۔ تو مقتول محمد حسین ہی تھا۔ میرا بیان سب انسپکٹر صاحب نے لکھا تھا۔ اور فرد برآمدگی تیار ہوئی تھی۔ میرے دستخط ان فردات پر کرائے گئے تھے۔ فرد مجھے سنائی گئی تھی۔ وہ درست تھیں۔ میں وجہ حملہ وغیرہ لکھانا چاہتا تھا۔ مگر تھانہ دار کہتا تھا۔ کہ ان باتوں کا موقعہ نہیں ہے۔ اس نے وہ باتیں تحریر نہ کی تھیں۔ ان فردات میں جو کچھ برآمدگی کے متعلق لکھا تھا۔ وہ درست تھا۔ ایگزیبٹ P. جی پر میرے دستخط موجود ہیں۔ درست ہے۔

اگزبٹ P. H درست ہے۔ اس پر میرے دستخط ہیں۔

P. ۲ چھرا ہے۔ اس پر کوئی نشان خون نہیں۔ پولیس جب چھرا اپنے قبضہ میں کیا تھا۔ وہ مقتول کے پاس پڑا تھا۔ کوٹ سن پروف۔ پاکٹ بک۔ دو نوٹ ... کے۔ خول چھرا۔ ایک کلاہ۔ پنسل جواب مباہلہ ... الفضل اخبار ضمیمہ الفضل۔ وہی ہیں جو میرے سامنے تھانہ دار نے قبضہ میں کی تھیں۔ خول چھرے کا بالکل فٹ آتا ہے۔ کرتی جس کی جیب میں ... (P. ۱۶) درست ہے میرے دستخط ہیں۔ ایک جوڑا جوتی (ایل۔ P) لاری میں سے مقتول محمد حسین کی ملی درست ہے۔ میرے دستخط ہیں۔ پارچات محمد علی قمیص (P. ۱۹) سلوار (P. ...) بنیان (P. ۲۱) خون آلود ہیں۔ نمبر (P. ۳۳)

P. ۲۲ کلاہ۔ درست ہے میرے دستخط ہیں۔ کلاہ میرے بیٹے عبدالکریم کا ہے۔

پولیس میں جو بیان لکھایا تھا اس کے متعلق کہا۔ (۱) میری خلیفہ محمود احمد صاحب سے عداوت ہوگئی تھی ... یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ خلیفہ صاحب ہمارے دشمن ہو گئے تھے۔ کیونکہ ہم ان سے مباہلہ کا مطالبہ کرتے تھے۔

(۲) عبدالرحمٰن نوکر ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہمارا پروردہ ہے۔ بطور پسر کے پرورش کیا ہے اور وہ ہم سے خرچ لیتا رہا ہے۔

(۳) "مباہلہ کا ایک نمبر ہم نے نکالا"۔ درست نہیں بلکہ وہ عبدالرحمٰن نے نمبر مباہلہ نکالا تھا۔

(۴) "مرزا عبدالحق اور فضل دین وکیلوں کے پاس کھڑا ہوکر باتیں کرتا تھا" درست نہیں۔ میں نے عبدالحق کا نام نہیں لیا تھا۔ بلکہ میں نے فضل دین وکیل اور اسماعیل منشی وکیل گورداسپور کہا تھا عبدالحق یہی مرزا عبدالحق پلیڈر ہے جو وکیل ملزم ہے یا

وہ میرے داماد ہیں۔

(۵) سب انسپکٹر نے یہ رپورٹ میں تحریر نہیں کیا کہ ملزم کہتا تھا۔ کہ جو کچھ اس نے کیا۔ خلیفہ صاحب کے حکم سے کیا ہے۔ عبدالکریم اپنے بیٹے کو میں نے زخمی ہوکر لاری سے نکل جانے کے بعد صبح کے پانچ بجے سول ہسپتال میں دیکھا تھا۔

اس کے بعد عدالت لنچ کے لئے برخاست ہوئی اور پھر کارروائی شروع ہوئی۔ سرکاری وکیل نے صرف یہ پوچھا۔ کہ تمہارا ڈاکٹری معائنہ ہوا تھا جس کا فضل کریم نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر مرزا عبدالحق صاحب نے جرح شروع کی۔ اس پر فضل کریم نے جو بیان دیا۔ وہ چونکہ طویل ہے۔ اس لئے اگلے پرچہ میں درج ہوگا۔

بٹالہ کے مقدمات بلوہ وغیرہ

پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ کے مکان پر انجمن سیاہ پوشان المسلمین کی طرف سے جو بلوہ اور مداخلت بیجا کی گئی تھی۔ اسکے مقدمات پنڈت چاند نرائن صاحب کی عدالت میں چل رہے ہیں جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے۔ ان مقدمات کی سماعت گورداسپور میں ہو رہی ہے۔ ان مقدمات کی پیروی سرکار کی طرف سے سردار بھگت سنگھ صاحب بی۔ اے ایل ایل بی کورٹ سب انسپکٹر بٹالہ نہایت قابلیت سے کر رہے ہیں۔ سردار صاحب بہت ہونہار نوجوان ہیں۔ اور یہ امید بیجا نہیں۔ کہ وہ بہت جلد اپنی قانونی قابلیت سے ایک نمایاں شہرت اور امتیاز اپنے صیغہ میں حاصل کر لینگے۔ بٹالہ کی پبلک خوش قسمت ہے۔ کہ اسکے قانونی حقوق کی حفاظت کیلئے ایسا شریف الطبع اور قابل افسر ملا ہے۔ اسی سلسلہ میں چودھری خورشید احمد صاحب سب انسپکٹر بٹالہ سٹی کی خدمات کا اعتراف کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ چودھری خورشید احمد صاحب مذہبی نقطہ خیال سے ہمارے اسی طرح مخالف ہیں جسطرح دوسرے غیر احمدی مسلمان۔ مگر ان میں ذاتی شرافت اور اپنے فرض منصبی کا احساس ہے وہ جانتے ہیں۔ کہ پبلک کی عزت پبلک کا مال اور جان انکی حفاظت میں دیگئی ہے۔ اور کوئی شخص اپنی دولت مندی۔ طاقت اور جتھے کی بناپر دوسروں کو تنگ کرنیکا حق نہیں رکھتا۔ ان مقدمات میں مستغیث کیلئے بٹالہ جیسے شہر میں سخت مشکلات پیش آجاتیں اگر چودھری خورشید احمد صاحب کی بے لوث فرض شناس اور دیانتدار پولیس انکی مدد نہ کرتی۔ احمدی جماعت بٹالہ میں بہت ہی قلیل ہے۔ اور وہ ایک کمزور جماعت ہے۔ سیاہ پوش ایجی ٹیٹر اپنے سیاسی نقطہ خیال سے

... کرتے ہیں ... سیاہ پوشان المسلمین ... کیلئے ... ہے۔ مگر ہم سمجھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی حفاظت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ چودھری خورشید احمد صاحب کی معاملہ فہمی، انصاف پسندی اور ...